مولانا حافظ لقمان الحق اظہار حقانی
مدرس جامعہ حقانیہ

میرے مشفق میرے شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے حضرت شیخؒ پر لکھتے ہوئے میرا قلم اور ہاتھ تھرتھرا رہا ہے کیونکہ میرے پاس اپنے حضرت شیخؒ کی شخصیت پر لکھنے کیلئے نہ تو علمی استعداد ہے کہ حضرت شیخؒ کا علمی مقام بیان کرسکوں اور نہ ہی میرے دامن میں عمل کا کوئی چٹکی بھر دانہ ہے کہ حضرتؒ کے عملی مقام کا احاطہ کرسکوں مگر برسوں کی تعلق پر مبنی محبت وعقیدت سے بھرے تعلق کا تقاضا یہ ہے کہ انکی ذات بابرکت پر کچھ نہ کچھ تحریر کروں تا کہ خریداران یوسفؑ میں میرا نام بھی شامل ہو، بندہ نے تو اسوجہ سے قلم اٹھایا کہ حضرت شیخؒ کی جدائی کے غم کو ہلکا کرسکوں۔

ہائے افسوس صد افسوس! آج ہم میں وہ فصاحت وبلاغت کا سمندر، مسند تدریس کا بے تاج بادشاہ موجود نہیں جن کی ضیاء پاشیوں سے ایک عالم سیراب ہوتا تھا، جیسا کہ عبداللہ بن عباسؓ کی شان میں انکے شاگرد حضرت امام مسروقؒ فرماتے ہیں: إذا رأيت قلت اجمل الناس وإذا نطق قلت افصح الناس وإذا حدث قلت اعلم الناس

شفقت ورافت کا بے مثال نمونہ

تو بلا مبالغہ یہی کلمات مبارک حضرت شیخؒ پر بھی ایسی ہی صادق ہیں جیسے عبداللہ بن عباسؓ پر حضرت شیخؒ اپنی سادگی میں اپنی مثال آپ اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی مداومت کہ الحمدللہ جب سے حضرت شیخؒ کو دیکھا اور پہچانا تھا تو کوئی دن ایسا نہیں گزرا کہ جس میں بندہ نے حضرت شیخؒ کا دیدار نہ کیا ہو اور حضرت شیخؒ کی سر مبارک پر پگڑی، آنکھوں میں سرمہ، سنت کے مطابق لباس، چلنا پھرنا، گفتگو اور اخلاق وکردار، مجلس میں اٹھنا بیٹھنا اور اپنے تلامذہ کے ساتھ معاملہ وبرتاؤ میں سنت نبوی علی صاحبها الف الف سلام وتحية کا ایک مجسمہ اور اپنے ماتحتوں کے لئے شفقت ورأفت کا ایک بے مثال نمونہ تھے۔

شیخ کے متعلق اتنا عرض کرونگا کہ امام شمس الدین الذہبیؒ اپنی معرکۃ الاراء تصنیف سیرۃ اعلام النبلاء میں حضرت عائشہؓ کے احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت مسروقؒ حضرت عائشہؓ کا علمی مقام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بحر لاینزف تو یقیناً میرے حضرت شیخ بھی انہی کے مصداق ہیں بلکہ پہلے دن حضرت شیخؒ کے مسجد میں تعزیت میں شرکت کا موقع ملا تو حضرت شیخؒ کے بڑے صاحبزادے مولانا قاری سید امجد علی شاہ مجلس میں

فرمانے لگے کہ آج کل میں دبئی میں جس عرب شیخ کے ساتھ ہوں انہوں نے بتایا کہ میں مصر، شام، ہندوستان اور پاکستان کے بہت سارے علماء سے ملا ہوں لیکن واللہ میں نے اسکے والد (شیر علی شاہ صاحبؒ) جیسا عالم نہیں دیکھا اور فرمایا ھو بحرلا ساحل له

حضرت شیخ صاحبؒ کا علمی مقام کسی سے پوشیدہ نہیں جامعہ حقانیہ کے مسند حدیث کے خصوصاً اور عموماً جامعہ حقانیہ کے روح رواں حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنی صاحبؒ سے بندہ نے اپنے تعلیمی سفر میں بخاری اور ترمذی شریف میں استفادہ کیا اور اسی طرح شعبان ورمضان کی تعطیلات میں بھی حضرت شیخ صاحبؒ سے دو مرتبہ مکمل اور تیسری مرتبہ صرف رمضان کے مہینہ مکمل دورہ تفسیر القرآن میں استفادہ کیا۔

منفرد انداز تدریس

حضرت شیخؒ کا درس کوئی عام درس نہیں تھا بلکہ حضرت شیخ اپنے دروس میں علوم ومعارف کا ایک پورا سمندر کوزے میں جمع کرکے طلباء کے سامنے پیش فرماتے، ترمذی شریف کا درس اول گھنٹہ میں ہوتا تھا تو انکا معمول تھا کہ حدیث شریف کے سبق سے پہلے کسی سبعہ عشرہ قاری سے قرآن پاک کی تلاوت کراتے اور پھر اکثر تلاوت کے بعد ارشاد فرماتے کہ میری خواہش ہے کہ مدارس اور جامعات میں امام صبح کی نماز میں جب قرأت کرے تو سبعہ عشرہ متواترہ میں قرآن پاک کو پڑھے بہت مزہ آتا ہے۔ بہرحال حضرتؒ اپنے دروس میں اپنے تلامذہ کو نہ صرف علوم پڑھاتے بلکہ خصوصی طور پر معاشرہ کے اصول وآداب سے بھی روشناس کراتے موقع بہ موقع نصائح بھی فرماتے اور معاشرے کے جتنے بھی افراد ہوتے ان کے بارے میں خصوصیت سے آگاہ کرواتے کہ والدین سے کس طرح سلوک کرنا ہے، اور رشتہ داروں، محلّہ والوں اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ کس طرح آپ نے زندگی گزاری ہے اور اپنے تلامذہ سے فرماتے کہ آپ دنیا میں جہاں جاؤ گے تو ترجمان ہیں لہٰذا دنیا کے تمام طبقات کے ساتھ اپ نے ایسی روش اختیار کرنی ہے جیسا کہ ہمارے اسلاف واکابر نے کیا ہے۔

اسلاف کے تذکرے

درس کے دوران جب اپنے اسلاف واکابر اور خصوصا اپنے اساتذہ کا تذکرہ فرماتے تو روتے ہوئے ان کا ذکر خیر فرماتے اور ان کے لئے بہت ساری دعائیں فرماتے ایک دن بخاری شریف جلد۲ میں قیامت کے نشانیوں میں یہ ہے کہ غنا (گانے بجانے) زیادہ ہوجائے گی تو فرمایا کہ ہمارے استاذ تھے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے رئیس شیخ عبداللہ بن عبدالعزیز بن باز وہ فرماتے تھے کہ ہمیں اپنے استاذ نے جب یہ حدیث شریف سنائی تو فرمایا کہ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ غنا (گانے بجانے) زیادہ ہوجائیں گی تو فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا کیونکہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور یہ ہوکر رہے گا۔تو حضرت شیخ صاحب روتے تھے کہ کاش آج میرے استاد زندہ ہوتے تو وہ خود دیکھ لیتے کہ گانے بجانے کس طرح اور کن آلات کے ذریعے ہمارے جیبوں میں پہنچے ہیں۔

ترمذی شریف کا انداز

حضرت شیخ کا ترمذی شریف کا درس اکثر پشتو کی بجائے عربی میں ہوتا عربی زبان حضرت شیخ صاحبؒ اپنی مادری زبان سے بھی آسان بولتے ترمذی شریف ایسے پڑھاتے کہ گویا امام ترمذیؒ سے براہ راست پڑھی ہے اور مشکل سے مشکل عبارات کو ایسے حل فرماتے کہ کمزور سے کمزور طالبعلم بھی سمجھ جاتے دوران درس موقع ومحل کی مناسبت سے پشتو اردو فارسی عربی اشعار بطور استدلال کے پڑھنا حضرت شیخ کا یک نرالہ انداز تھا کہ اس کی وجہ سے طالبعلم سبق سمجھنے پر عبور حاصل کرتا، یہی وجہ تھی کہ طلبائے کرام ترمذی شریف کے اسباق میں بہت اہتمام اور دوام سے حاضر ہوتے۔

طلباء کو عربی سیکھنے کی ترغیب

شیخ صاحب اپنے درس میں ہمیں عربی سیکھنے کیلئے بار بار ترغیب فرماتے تھے ایک مرتبہ فرمایا کہ طالب علم کو چاہئے کہ وہ عربی تلفظ صحیح کرنے کی کوشش کرے عالم کے لئے ضروری ہے کہ عربی زبان بول سکتا ہو جب میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تھا تو ایک پاکستانی عالم دین وہاں آئے وہ بہت بڑے محدث تھے تقریباً ۶۰ سال سے بخاری شریف پڑھارہے تھے، میں نے انکو جامعہ اسلامیہ کے رئیس سے ملایا اور انکا تعارف کرایا کہ یہ دیوبندی عالم ہیں بڑے پائے کے محدث ہیں علوم دینیہ کی ترویج میں انکی بہت خدمات ہیں رئیس الجامعہ نے علمائے دیوبند کی بہت زیادہ تعریف کی اور انکی خدمات کو سراہا میں نے اس محدث کو اشارۃ کہ اکہ آپ رئیس الجامعہ کا شکریہ ادا کریں تو انہوں نے کچھ دیر سوچنے کے بعد مجھے کہا کہ شیر علی شاہ جواب دے دو، رئیس الجامعہ نے پوچھا کہ حضرت شیخ کیا کہتے ہیں میں نے کہا کہ ہمارے علماء اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں اعراب کی غلطی نہ ہوجائے پھر میں نے رئیس الجامعہ کا شکریہ ادا کیا خلاصہ کلام یہ کہ علماء اور طلباء کے لئے ضروری ہے،اس لئے عربی بول چال نہایت ضروری ہے اس ایک کمرے میں رہنے والے طلباء کو عربی میں کلام کرنا چاہئے تاکہ عربی بولنے کی استعداد میں بڑھ جائے اور کم از کم اپنا تعارف تو عربی میں کرسکے۔

رسم دستار بندی اور تضیع اوقات

سبق کے دوران طلباء سے فرمایا کہ طالب علموں کو چاہئے جب آخری دو مہینے رہ جاتے ہیں تو ان دو مہینوں میں سب طلباء زیادہ سے زیادہ محنت کریں کیونکہ اس کے بعد انکا امتحان ہوگا لیکن افسوس کہ آجکل طلباء آخری

دومہینوں کو دستار بندی کی تیاری میں صرف کرنے میں لگ جاتے ہیں کارڈ بنواتے ہیں مختلف قسم کے بڑے بڑے بینر بنواکراویزاں کرواتے ہیں ان چیزوں میں ہر طالب علم دوسروں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے دستار بندی کے لئے دور دراز سے لوگوں کو بلواتے ہیں خاندان کے تمام افراد کے لئے بندوبست کرواتے ہیں گویا اسکے دو مہینے دستار بندی کی نذر ہوجاتے ہیں۔

میں ذاتی طور پر ان چیزوں کا سخت مخالفت ہوں امتحان کے اس قیمتی وقت کو دستار بندی کی تیاری میں ضائع کرنا دانشمندی کی بات نہیں جو وقت اپ اس بندوبست میں ضائع کرتے ہیں اس وقت کو مطالعے میں صرف کریں اور جو رقم اپ اس دستار بندی پر خرچ کرتے ہیں اس پر اپنے لئے کتابیں خریدیں کیونکہ عالم کا اسلحہ کتاب ہے اور بغیر اسلحہ کے کسی میدان میں لڑنا ناکامی کا باعث بنتا ہے۔

سبق کے بعد اختتامی دعا

پھر روزانہ حضرت شیخ صاحبؒ حدیث شریف کے اسباق کے بعد طلباء کے لئے خصوصا اور عالم اسلام کے لئے عموما دعا فرماتے طلباء کیلئے خصوصیت سے یہ دعا فرماتے کہ اللہ تعالیٰ ان کے فضلا کے مستقبل کو روشن ومنور فرمائے اور جامعہ حقانیہ کے بقاء اور ترقی کیلئے خصوصی دعا فرماتے اور الحمد للہ ایسا ہی ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ان فضلاء کو دین کی کسی نہ کسی شعبہ میں قبول فرماتے کیوں کہ امام شافعیؒ اپنے دیوان میں فرماتے ہیں:

سهام الليل لاتخطى ولكن

لها امد وللامد انقضاء

راقم سے خصوصی شفقت ومحبت

راقم سے حضرت شیخ مرحومؒ خصوصی شفقت ومحبت فرماتے تھے، وفات سے دو تین گھنٹے قبل عم محترم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب کے نام مکتوب میں راقم کا نام تحریر فرمایا وفات کے بعد ان کے تجہیز وتدفین کے تمام خدمات میں بذات خود شریک رہا جنازہ میں انکے ایمبولینس میں ہمہ تن موجود رہا یہی انکی محبت اور شفقت تھی جو آخر تک کھینچ لائی۔